ابو سعید حنیف احمد محمود۔ برطانیہ

تقریر

"مشاہدات" کے دو سال

ہائی اسٹریٹ(High Street) کا تصوّر برطانیہ میں صدیوں پُرانا ہے۔ آسٹریلیا اور بعض دوسرے ممالک میں بھی ہائی اسٹریٹس موجود ہیں۔ دنیا کے باقی ممالک میں ہائی اسٹریٹس کی طرز پر مختلف مارکیٹس موجود ہیں۔ اسی طرح ایشیا اور بعض دیگر جگہوں پر جمعہ بازار یا اتوار بازار اور بعض جگہوں پر منگل بازار لگتے ہیں جو ہائی اسٹریٹ تو نہیں پر اسی کی طرز پر بازار ہیں۔ مغلیہ ہندوستان میں مینا بازار بھی ہائی اسٹریٹ کی ہی ایک طرز تھی۔

لغات میں لکھا ہے کہ "ہائی" کا لفظ پُرانی انگلش میں "Hēah" سے لیا گیا ہے جس کے معنی مین(Main) اور پرنسپل یعنی بنیادی اسٹریٹ کے ہے جو کسی گاؤں، قصبہ (ٹاؤن) یا شہر کے سینٹر کا Hub یعنی مرکز ہوتا ہے۔ مختلف اوقات میں اس کے تصوّر میں تبدیلی آتی رہی لیکن یہ بات مشترک رہی کہ یہ ایک ایسا بازار ہے جہاں کھانے پینے کی اشیاء سے لے کر پہننے اوڑھنے، گھریلو اشیاء اور معاشرہ سے تعلق رکھنے والی ہر چیز موجود ہو اور مختلف ورائٹی میں موجود ہو۔ جہاں کمرشل دفاتر جیسے کہ بینک بھی ہو، ڈاکخانہ جیسی دیگر پبلک سروسز بھی ہوں، ریسٹورنٹ، ہوٹل اور انٹرٹینمنٹ کی سہولیات کے علاوہ ڈیپارٹمنٹل اسٹورز بھی موجود ہوں جہاں سے وقت ضائع کیے بغیر خریداری کی جاسکتی ہو اور اشیاء دیگر مارکیٹس کی نسبت سستی بھی میسر ہوں۔ بعض مقامات پر اِس کی تشریح میں پرائمری شاپنگ سینٹر بھی لکھا ہے۔ کچھ سالوں سے اِن اسٹریٹس میں آن لائن خرید و فروخت کا رجحان بھی بڑھ گیا ہے۔ یہاں یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ ہر ہائی اسٹریٹ علاقے کے کلچر کی بھی عکاسی کر رہی ہوتی ہے۔ اگر آپ کسی علاقے کی ہائی اسٹریٹ کا ایک بار وزٹ کر لیں تو اُس علاقے اور اُس کے گردونواح میں بسنے والے باسیوں کا کلچر، ثقافت اور رہن سہن کا علم ہو جاتا ہے۔ آج کل کساد بازاری اور کریڈٹ کرنچ کی وجہ سے ہائی اسٹریٹ اُجڑی اُجڑی نظر آتی ہیں ورنہ کسی زمانہ میں وہ خرید و فروخت کا مرکز(Hub) ہوا کرتی تھیں۔

اب آئیں! مذہبی دنیا میں ہائی اسٹریٹ کے تصوّر کو اپلائی کرتے ہیں تو ہر نبی کی رہائش یا دعویٰ کی جگہ یا ہجرت کا مقام اُس کا مرکز ہوتا ہے۔ اسلام میں بھی مختلف مراکز بنے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دَور میں مکّہ شہر مرکز بنا جس میں خانہ کعبہ "مسجد حرام" نے وہ اعلیٰ مقام حاصل کیا جہاں دنیا بھر سے مسلمان ایمان سے اپنی جھولیاں بھرنے، اُس میں اضافہ کرنے کے لیے تشریف لاتے تھے۔ یہ سلسلہ آج تک جاری ہے اور آئندہ جب تک دنیا ہے یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ اِن شاء اللہ۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اِذنِ الٰہی سے ہجرت کرکے یثرب تشریف لے گئے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مسکن کی وجہ سے مدینۃ النبی کہلایا اور اس میں مسجدِ نبوی کو وہ مقام ملا جہاں پر ہر مسلمان پہنچ کر اپنی پیشانی کو اس مبارک و مقدس جگہ پر مَس کرنا فخر کا باعث جانتا ہے۔ یہی وہ دو متبرک جگہیں ہیں جن کو اسلامی ہائی اسٹریٹس کا نام دیا جاسکتا ہے۔ جہاں قرآنی تعلیم بھی میسر ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ حسنہ کی تعلیمات بھی دہرائی جاتی ہیں جن کو دیکھ کر انسان وجد میں آتا اور اپنے ایمان و ایقان میں اضافہ کرتا ہے۔ یہی وہ مبارک مقامات ہیں جہاں فقہی مسائل کا درس دیا جاتا ہے۔ جہاں صحابہؓ رسولؐ کے اسوہ اور نمونہ کو دیکھ کر انسان کا ایمان انگڑائی لیتا اور خود کو صحابہ جیسا بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ ہاں ہاں! یہی وہ مقامات ہیں جہاں دینی علوم کے ساتھ ساتھ دُنیوی علوم بھی پڑھائے جاتے ہیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں اِس دَور کے عاشقِ صادق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام اور آپؑ کی وفات کے بعد خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہونے پر خلفاءِ کرام کے ذریعہ دینی، دنیوی اور روحانی علوم کا دیا روشن ہوا اور آج تک روشن سے روشن تر ہوتا چلا جارہا ہے اور اب اِس ایک دیے (candle) سے 220 سے زائد دیے(candles) روشن ہو چکے ہیں۔ آپ علیہ السلام کے وجودِ مبارک سے آپؑ کا مسکن و مولَد قادیان دارالامان مرکز بنا جس میں مسجدِ اقصیٰ، مسجدِ مبارک، بیت الدعا نے وہ مقام حاصل کیا جہاں اسلامیات کی تعلیمات سے فیض پانے کے لیے دنیا بھر سے عشاق آتے چلے آرہے ہیں۔

تقسیم ہند کے بعد حضرت خلیفۃُ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کو پاکستان ہجرت کرنا پڑی اور ربوہ دارالہجرت مرکز قرار پایا اور ایمان کی لَو ایک ریگستان علاقہ میں جلائی گئی جس نے ہزاروں، لاکھوں ایمان داروں کے دیوں کو اسلامی تعلیم سے روشن کیا اور دنیا بھر سے لوگ اپنی روحانی پیاس بجھانے کے لیے جمع ہونے لگے جہاں قرآنی تعلیم بھی میسر آئی، احادیث نبویہ سے بھی پروانوں نے فیض حاصل کیا۔ روحانی خزائن سے بھی فیض پایا اور خلفاءِ کرام کے افاضات سے بھی مستفید ہوئے۔ اِس کو بجھانے کے لیے

مخالفین اور معاندین نے جب ایڑھی چوٹی کا زور لگایا تو خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے چوتھے مظہر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کو ربوہ سے ہجرت کرنا پڑی اور برطانیہ کے کیپیٹل لندن کو اپنا مسکن بنا کر اِسے مرکز کا درجہ دیا۔ مسجد فضل لندن سے 35-36 سال روح و ایمان کا فیض تقسیم ہونے کے بعد اب اسلام آباد ٹلفورڈ سے یہ فیض دن دونی رات چونی ترقی کے ساتھ پہلے سے بڑھ کر تقسیم ہو رہا ہے جہاں سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی زبانِ مبارک سے یہ فیض تمام دنیا میں برابر کی سطح پر بٹ رہا ہے۔ اِس جگہ تعمیر ہونے والی مسجد ”مسجدِ مبارک“ واقعتاً مبارک ثابت ہوئی اور مسلسل ہو رہی ہے کہ اِس کے متعلق الہام ”مُبَارَكٌ وَّ مُبَارِكٌ وَّ كُلُّ اَمْرٍ مُّبَارَكٍ يُّجْعَلُ فِيْهِ“ ایسا مبارک ثابت ہوا کہ ہر چہار عالَم میں اسلام احمدیت کا پیغام وَجھ دھج کے پہنچنے لگا اور اسلام احمدیت کی تبلیغ، تعلیم و تربیت اور اصلاحِ احوال کے لیے یہ ایسی ہائی اسٹریٹ ثابت ہوئی اور ہو رہی ہے کہ اسلام احمدیت کا فیض اور علم حاصل کرنے کے لیے دنیا کے تمام کونوں سے لوگ اور بادشاہ یہاں آنے لگے اور اسلامی تعلیم سے خوب فائدہ اٹھایا۔ جس طرح ہائی اسٹریٹس پر مختلف ورائٹی کی اشیاء موجود ہوتی ہیں اور ہر ایک کا خیال ہوتا ہے کہ وہ دوسرے شاپنگ سینٹرز پر جانے کی بجائے ہائی اسٹریٹ جا کر خرید و فروخت کرے جہاں اشیاء کی ورائٹی بھی ہے اور وافر تعداد میں اشیاء موجود بھی ہیں اور دوسرے بازاروں سے ارزاں بھی ہے۔ اِسی طرح اسلامی تعلیمات کی تقسیم کا بازار ہر وقت اسلام آباد میں لگا نظر آتا ہے اور دُور دراز سے لوگ اِس سے فیضیاب ہونے کے لیے تشریف لاتے ہیں۔

میری تقریر طوالت اختیار کر رہی ہے ورنہ مَیں آپ سامعین کو بتاتا کہ قادیان، ربوہ اور اسلام آباد ٹلفورڈ کے ذیل میں کون کون سے ادارے اور شعبے ہائی اسٹریٹس کا کردار ادا کرتے ہوئے اسلام احمدیت کی تعلیم کو لارج اسکیل پر تقسیم کر رہے ہیں۔ اِن میں سے ایک نجی ادارہ ”مشاہدات“ بھی ہے جس نے 2 سال کے مختصر عرصہ میں ہر قسم کے دینی موضوعات پر 800 کے لگ بھگ تقاریر تیار کر کے دنیا بھر میں پھیلائیں اور مستقل بنیادوں پر یہ تقاریر ویب سائیٹ www.mushahidat.com پر موجود ہیں جن سے کسی وقت بھی استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ دسیوں عناوین پر 21 کتب بھی ویب پر آویزاں ہیں۔ جن میں توحید باری تعالیٰ، قرآن کریم، حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدین، خلفائے احمدیت، خلافت، دعا، اہلِ بیتِ رسولؐ، خاندان حضرت مسیح موعودؑ، انفاق فی سبیل اللہ، رمضان المبارک، سیرت حضرت مسیح موعودؑ، اخلاقیات، پیشگوئی حضرت مصلح موعودؓ، انصار اللہ، لجنہ اماء اللہ، خدام الاحمدیہ کی تعلیم و تربیت کے لیے تقاریر کا بازار لگا ہوا ہے جس تک دنیا بھر کے ہر بندہ کی رسائی ہے اور جو مفت میں دستیاب ہے۔

روحانی بازار

اب آخر پر روحانی مینا بازار کی طرف چلتے ہیں جس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”مَیں نے سوچا کہ یہ بازار نہایت دلکش ہوتے ہوں گے اور دیکھنے کے قابل اور بہت اعلیٰ درجہ کی چیزیں یہاں آتی ہوں گی۔ مگر جب مَیں اس قلعہ پر تھا تو مَیں نے سوچا کہ کیا اس سے اچھے بازار بھی کہیں ہو سکتے ہیں؟ تو مَیں نے دیکھا ایک اور روحانی بازار کا ذکر قرآن کریم میں ہے جس میں نہ صرف یہ سب چیزیں بلکہ ان سے بھی اعلیٰ درجہ کی چیزیں ملتی ہیں۔ مگر مَیں نے اس بازار کا طریق ان بازاروں سے ذرا نرالا دیکھا یعنی اُن بازاروں میں تو یہ ہوتا ہے کہ الگ الگ دکاندار ہوتے ہیں۔ کوئی شربت فروخت کر رہا ہوتا ہے، کوئی شہد لے کر بیٹھا ہوتا ہے، کسی کے پاس قالین اور تکیے وغیرہ ہوتے ہیں، کسی دُکان پر لباس اور کسی پر پھل وغیرہ فروخت ہوتا ہے اور باہر سے گاہک آتا ہے جیب سے پیسے نکالتا ہے اور چیز خرید لیتا ہے۔ مگر اس بازار کا مَیں نے عجیب حساب دیکھا کہ بیچنے والے بہت سے تھے مگر گاہک ایک ہی تھا اور پھر جتنے بیچنے والے تھے وہ سب کے سب صرف دو چیزیں بیچتے تھے اور جو گاہک تھا وہ ان دو چیزوں کے بدلہ میں انہیں بہت کچھ دے دیتا تھا۔ مَیں نے کہا یہ عجیب قسم کا مینا بازار ہے اَور بازاروں میں تو یہ ہوتا ہے کہ پچاس دکانیں ہوں تو سَو خریدار ہوتا ہے مگر یہاں دُکانیں تو لاکھوں اور کروڑوں تھیں مگر خریدار ایک ہی تھا اور پھر ان دکانوں کی خوبی یہ تھی کہ ان میں صرف دو ہی چیزیں بِکتی تھیں زیادہ نہیں اور وہاں تو خریدار پیسے دیتے تھے مگر یہ عجیب گاہک تھا کہ فروخت کرنے والے کو ہر قسم کا سامان بدلہ میں دے دیتا تھا اور یہ بھی کہہ دیتا کہ اپنی ان دو چیزوں کو بھی اپنے پاس ہی رکھو، چنانچہ اس بازار کا یہ نقشہ مَیں نے قرآن کریم میں دیکھا۔ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (التوبہ: 111)۔ فرماتا ہے مینا بازار لگ گیا، شاہی بازار آراستہ و پیراستہ ہو گیا تم سب آجاؤ مگر خریدار ہو کر نہیں بلکہ اپنا سامان لے کر یہاں بیچنے کیلئے آجاؤ، بادشاہ خود خریدار بن کر آیا ہے اور اُس نے تمہارے مال یعنی اموالِ مادی اور جانیں دونوں تم سے خرید لیں۔ وہ مال ادنیٰ تھا یا اعلیٰ، قیمتی تھا یا حقیر، تھوڑا تھا یا بہت سب ہی خرید لیا اور قیمت تمہاری نیتوں کے مطابق ڈالی اور سب کو اس مال کے بدلہ جنت قیمت میں ادا کی۔ گویا سارا مینا بازار اُن کو بخش دیا اور سب مال

فروشوں کو حقیر مال کے بدلہ میں مالامال کر دیا۔ اتنی بڑی قیمت ہم اس لئے ادا کرتے ہیں کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں جس کے نتیجہ میں یا دشمن کو مارتے ہیں یا خود مارے جاتے ہیں۔ پس چونکہ وہ ہماری راہ میں اپنی تھوڑی پونجی سے بُخل نہیں برتتے، ہم بڑے مالدار ہو کر کیوں بُخل سے کام لیں۔ پھر ہم وعدہ وفا ہیں اور ان فروخت کنندوں سے یہ وعدہ ہمارا آج کا نہیں پُرانا ہے۔ یہ وعدہ ہم نے تورات میں بھی کیا تھا اور پھر انجیل میں بھی کیا تھا اور حال میں اُسی وعدے کو قرآن میں دُہرایا تھا اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ وعدہ وفا کرنے والا کون ہو سکتا ہے۔ پس اے لوگو! آج جو سودا تم نے کیا ہے اس کے نتائج پر خوش ہو جاؤ اور یقیناً ایسا ہی سَودا بڑی کامیابی کہلا سکتا ہے گویا خریدار ایک ہے، فروخت کرنے والے بہت سے ہیں مگر وہ سب دو ہی چیزیں فروخت کرتے ہیں اور اس کے بدلہ میں اُن کو وہ سب چیزیں ملتی ہیں جو مینا بازاروں میں ہوُا کرتی تھیں اور اس طرح ایک ہی سَودے میں سب سَودے ہو جاتے ہیں۔

دُنیوی اور روحانی مینا بازار میں عظیم الشان فرق

پھر مَیں نے جب اس بازار کو دیکھا تو مَیں نے کہا ایک اور فرق بھی اس مینا بازار اور دُنیوی مینا بازاروں میں ہے اور وہ یہ کہ مینا بازاروں کی اشیاء کو خریدنے کی طاقت تو کسی انسان میں ہوتی تھی اور کسی میں نہیں، مثلاً وہاں کہا جاتا تھا کہ یہ چیز دس ہزار روپیہ کی ہے اور خریدار کے دل میں اُس کو خریدنے کی خواہش بھی ہوتی تھی مگر وہ خرید نہیں سکتا تھا، کیونکہ اس کے پاس دس ہزار روپے نہیں ہوتے تھے۔

اسی طرح کسی کو کوئی اور چیز پسند آئی اور وہ قیمت دریافت کرتا تو اُسے بتایا جاتا کہ ایک سَو روپیہ ہے، مگر وہ ایک سَو روپیہ دینے کی طاقت نہیں رکھتا تھا اور اس طرح اس کو خریدنے سے محروم رہتا تھا، کیونکہ وہاں قیمتیں مقرر ہوتی تھیں اور ان میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی تھی، یہ نہیں کہ زید آیا تو اُسے کہہ دیا اس کی قیمت بیس ہزار روپیہ ہے اور بکر آیا تو کہہ دیا پانچ ہزار روپیہ ہے اور خالد آیا تو کہہ دیا ایک ہزار روپیہ ہے، عمر آگیا تو اُسے وہی چیز سَو روپیہ میں دے دی۔ بدر دین آگیا تو وہی چیز اُسے آٹھ آنے میں دے دی، شمس الدین پہنچا تو اُسے ایک پیسے میں دے دی اور علاؤالدین آیا تو اُسے ایک کوڑی میں دے دی۔ یہ طریقہ دُنیوی مینا بازاروں میں نظر نہیں آتا، مگر اس مینا بازار میں ہمیں یہی حساب نظر آتا ہے۔ ایک شخص آتا ہے اور کہتا ہے مجھے جنت چاہئے، اُس سے پوچھا جاتا ہے تیرے پاس کتنا مال ہے؟ وہ کہتا ہے ایک کروڑ روپیہ۔ اُسے کہا جاتا ہے اچھا لاؤ! اپنی جان اور ایک کروڑ روپیہ اور لے لو جنت۔ پھر ایک اور شخص آتا ہے اور کہتا ہے مجھے بھی جنت چاہئے، اُس سے پوچھا جاتا ہے کہ تمہارے پاس کتنا روپیہ ہے؟ وہ کہتا ہے ایک لاکھ روپیہ۔ اُسے کہا جاتا ہے اچھا لاؤ! اپنی جان اور ایک لاکھ روپیہ اور لے لو جنت۔ اُسی وقت ایک تیسرا شخص آجاتا ہے اور وہ کہتا ہے میرے پاس صرف سَو روپیہ ہے مگر مَیں بھی جنت لینا چاہتا ہوں اُسے کہا جاتا ہے اچھا تم بھی اپنی جان اور سَو روپیہ لاؤ اور جنت لے لو۔ پھر ایک اور شخص آتا ہے اور کہتا ہے کہ میرے پاس سَو روپیہ تو کیا ایک پیسہ بھی نہیں ہے صرف مُٹّھی جَو کے دانے ہیں مگر خواہش میری بھی یہی ہے کہ مجھے جنت ملے۔ اُسے کہا جاتا ہے کہ تمہارا سَودا منظور۔ لاؤ! جان اور مُٹّھی بھر دانے اور لے لو جنت۔ (بخاری کتاب الزکوٰۃ باب اتقوا النار و لو بشق تمرۃ) بلکہ اس بازار میں ہمیں ایسے ایسے بھی دکھائی دیئے کہ چشم حیرت کُھلی کی کُھلی رہ گئی۔ ایک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا یَارَسُوْلَ اللہ! مجھ سے ایسا ایسا گناہ ہو گیا ہے، آپؐ نے فرمایا تو پھر اس کا کفارہ ادا کرو اور اتنے روزے رکھو۔ اُس نے کہا یَارَسُوْلَ اللہ! مجھ میں تو روزے رکھنے کی طاقت نہیں۔ آپؐ نے فرمایا اچھا روزے رکھنے کی طاقت نہیں تو غلام آزاد کر دو۔ وہ کہنے لگا یَارَسُوْلَ اللہ! مَیں نے تو کبھی غلام دیکھے بھی نہیں اُن کو آزاد کرنے کے کیا معنی۔ آپؐ نے فرمایا اچھا تو اتنے غریبوں کو کھانا کھلا دو، کہنے لگا یَارَسُوْلَ اللہ! خود تو کبھی پیٹ بھر کر کھانا کھانا نصیب نہیں ہوُا، غریبوں کو کہاں سے کھلاؤں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا کہ لاؤ! دو ٹوکرے کھجوروں کے اور وہ اُسے دیکر فرمایا کہ جاؤ اور غریبوں کو کھلا دو، وہ کہنے لگا یَارَسُوْلَ اللہ! کیا سارے مدینہ میں مجھ سے بھی زیادہ کوئی غریب ہے؟ آپؐ ہنس پڑے اور فرمایا اچھا جاؤ اور تم ہی یہ کھجوریں کھالو۔ (بخاری کتاب الصوم باب المجامع فی رمضان)۔ مَیں نے کہا یہ عجیب نظارے ہیں جو اس مینا بازار میں نظر آتے ہیں کہ جنت یعنی مینا بازار کا سب سامان صرف اس طرح مل جاتا ہے کہ جو پاس ہے وہ دے دو۔ جس کے پاس کروڑ روپیہ ہوتا ہے وہ کروڑ روپیہ دے کر سب چیزوں کا مالک ہو جاتا ہے اور جس کے پاس ایک پیسہ ہوتا ہے وہ ایک پیسہ دے کر سب چیزوں کا مالک ہو جاتا ہے اور جس کے پاس کچھ نہیں ہوتا اُسے خریدار اپنے پاس سے کچھ رقم دے کر کہتا ہے۔ لو! اس مال سے تم سَودا کر لو تم کو جنت مل جائے گی۔"

(سیر روحانی صفحہ 218-221)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کوئی محدود طاقتوں والا نہیں ہے۔ اگر وہ چاہے کہ نبی کے زمانے میں بھی نبی سے کئے گئے تمام وعدے اور فتوحات کو اس زمانہ میں اور اس کی زندگی میں پورا کر دے تو کر سکتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ بعد میں آنے والے بھی ان فتوحات اور انعامات سے حصہ لینے والے بن جائیں۔ پس اس زمانہ کے تیز وسائل ہمیں اس طرف متوجہ کرتے ہیں کہ ان کا صحیح استعمال کریں۔ انہیں کام میں لائیں اور صحابہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے زمانہ کے امام کے معین و مددگار بن جائیں اور مددگار بن کر اس کے مشن کو پورا کرنے والے ہوں۔ تیز رفتار وسائل اس طرف توجہ مبذول کروا رہے ہیں کہ ہم اس تیز رفتاری کو خدا تعالیٰ کا انعام سمجھتے ہوئے اس کے دین کے لئے استعمال کریں...... پس خدا تعالیٰ نے اس نشر کے اس زمانہ میں جدید طریقے مہیا فرما دیئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے پاس آج کل کے وسائل اور جدید طریقے موجود نہیں تھے۔ اس کے باوجود انہوں نے تبلیغِ اسلام کا حق ادا کر دیا۔ آج کل ہمارے پاس یہ طریقے موجود ہیں..... جو تیزی میڈیا میں آج کل ہے آج سے چند دہائیاں پہلے ان کا تصوّر بھی نہیں تھا۔ پس یہ مواقع ہیں جو خدا تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائے ہیں کہ اسلام کی تبلیغ اور دفاع میں ان کو کام میں لاؤ۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ یہ جدید ایجادات اس زمانہ میں ہمارے لئے اس نے مہیا فرمائی ہیں۔ ہمارے لئے یہ مہیا کر کے تبلیغ کے کام میں سہولت پیدا فرما دی ہے اور ہماری کوشش اس میں یہ ہونی چاہئے کہ بجائے لغویات میں وقت گزارنے کے، ان سہولتوں سے غلط قسم کے فائدے اٹھانے کے ان سہولتوں کا صحیح فائدہ اٹھائیں، ان کو کام میں لائیں اور اگر اُس گروہ کا ہم حصہ بن جائیں جو مسیح محمدی کے پیغام کو دنیا میں پہنچا رہا ہے تو ہم بھی اس گروہ میں شامل ہو سکتے ہیں، ان لوگوں میں شامل ہو سکتے ہیں جن کی خدا تعالیٰ نے قسم کھائی ہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 15/اکتوبر 2010ء)

ابو سعید حنیف احمد محمود

www.mushahedat.com

hanifahmadmahmood@hotmail.com

+44 7376 159966

✡✡✡✡